جمعہ سوغات

خطبہ نمبر ۴۱

موضوع

اخلاق رسول ﷺ کامیابی کی ضمانت

مرتب

فیضان رضا علیمی

ناشر

مجلس علمائے جھارکھنڈ

پیشکش

ڈائریکٹر

بیادگار

رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ

زیر سرپرستی: حضرت مفتی مجاہد حسین رضوی مصباحی

زیر صدارت: حضرت مفتی انور نظامی مصباحی

زیر حمایت: حضرت مولانا قطب الدین رضوی

زیر ہدایت: حضرت مولانا عرفان عالم مصباحی

زیر عنایت: حضرت حافظ عبد المبین رضوی

زیر قیادت: حضرت مولانا حبیب عالم رضوی

سوغات جمعہ

مجلس ادارت

- مفتی شاہد رضا مصباحی
- مولانا طفیل احمد مصباحی
- مولانا ابوہریرہ مصباحی
- مفتی قطب الدین رضا مصباحی
- مفتی صفی اللہ مصباحی
- مفتی فیضان سرور مصباحی
- مولانا طارق انور مصباحی
- مفتی داؤد علی مصباحی
- مفتی شہباز احمد مصباحی

مجلس مشاورت

مولانا حسیب اختر مصباحی
مفتی ناصر حسین مصباحی
مفتی عالم نوری مصباحی
مفتی سخاوت علی مصباحی
مفتی امام الدین مصباحی
مفتی پرویز عالم مصباحی
مفتی فیض اللہ مصباحی

مولانا احسان الحق مصباحی
مولانا شاداب مصباحی
مفتی رضوان احمد مصباحی
مفتی عبد الوکیل مصباحی
مفتی عاقب جاوید مصباحی
مولانا توفیق عالم مصباحی
مولانا وقار احمد مصباحی

مولانا فیضان رضا علیمی
مفتی رجب علی مصباحی
مفتی روشن ازہری مصباحی
مولانا احمد رضا مصباحی
مولانا مشاہد رضا مصباحی
مولانا شمس الزماں جامعی
مولانا مناظر حسن مصباحی

مولانا صابر علی رضوی
مفتی فیصل رضا مصباحی
مفتی شمیم اختر مصباحی
مولانا غلام ربانی مصباحی
مولانا جاوید اختر مصباحی
مولانا عطاء المصطفیٰ مصباحی
مولانا یونس رضا مصباحی

اخلاق رسول ﷺ کامیابی کی ضمانت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

صدق اللہ العظیم و صدق رسولہ الکریم

حضراتِ گرامی قدر! آج میری تقریر کا عنوان "اخلاق رسول کریم ﷺ کامیابی کی ضمانت" ہے۔ آیئے کچھ لب کشائی سے پہلے پیارے رسولِ مقبول، دونوں عالم کے ہادی و رہبر، پیکرِ اخلاق و کردار، صاحبِ حسن و جمال، سرکارِ ابدِ قرار حضور پر نور شافعِ یومِ نشور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالی جاں میں درود و سلام کا نذرانۂ عقیدت و محبت پیش کریں۔ پڑھیں۔

اللّٰھم صلی علی سیدنا شفیعنا و مولانا محمدٍ بارک و سلم صلاۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و سلم۔

مکرمی حضرات! اس امر میں کوئی کلام نہیں کہ نبیِ اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی تاریخِ انسانی کی وہ واحد ہستی ہیں جو شخصیت اور کردار و عمل کی تمام لوازمات و جزئیات کے ساتھ نوعِ انسانی کے جملہ افراد و اشخاص کے لیے تقلید و رہنمائی کا کامل ترین نمونہ ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے ہر پہلو کو اپنے اندر بسانے کی ضرورت ہے کہ اس کے بغیر انسان ایک کامل شخص ہو یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ دنیا بھر کے مذہبی رہنماؤں میں آپ اس اعتبار سے منفرد و یکتا ہیں کہ آپ کی حیات مقدس کا ایک ایک واقعہ تاریخی اعتبار سے روشن اور واضح ہے۔ آپ کی ذات اقدس کی ممتازیت اور انفرادیت ایسی ہے کہ ماضی قریب کے ایک ممتاز امریکی مؤرخ ایف ایچ حِتّی (F.H.Hitti) کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ محمد ﷺ تاریخ کی مکمل روشنی میں پیدا ہوئے۔ یعنی آپ کی مقدس ذات مکمل نمونۂ عمل ہیں۔ اللہ رب العزت نے نبی اکرم ﷺ کو ایک مکمل ترین زندگی عطا کیا ہے جس میں ہر شعبۂ حیات سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے رہنمائی کا بہترین اصول اور قابل تقلید عمل اس توازن اور اعتدال کے ساتھ فراہم کیا ہے کہ وہ انسانی عقل اور فطرت کے عینِ مطابق ہیں۔

اس ضمن میں انسانیت پر آپ ﷺ کا احسانِ عظیم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے عمل و کردار سے اخلاقیات کا ایک ایسا کامل اور پاکیزہ نمونہ پیش فرمایا کہ جس پر اگر جزوی طور پر بھی عمل کیا جائے تو دنیا جنت کا نمونہ بن جائے۔ اس کی شہادت خود اللہ تبارک وتعالی نے ان الفاظ میں دی ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ (القلم:۴) یعنی اے محبوب! آپ اعلی ترین کردار و اخلاق کے حامل فردِ فرید ہیں اور اس امر میں شک و شبہ کی ذرہ سی گنجائش بھی نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ اخلاق حسنہ کا کامل ترین نمونہ ہیں۔

اسوۂ حسنہ اور خُلق عظیم:

حضرات محترم! نبی پاک ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور خلق عظیم کو پہلے ہم سمجھتے ہیں۔ اللہ جل شانہ جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اس نے قرۂ ارض پر انسان کو اپنا خلیفہ اور اشرف المخلوقات بنایا تو اس کو قرآنِ حکیم میں بتادیا کہ (وہ اچھی طرح سمجھ لے) وہی (اللہ) تو ہے جس نے اس کے لیے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً - (البقرہ:۲۹) مالک حقیقی نے ساتھ ہی انسان پر یہ بات بھی واضح کر دی کہ ہم نے آسمان اور زمین کو، اور جو کچھ ان کے درمیان ہے فضول (بے کار اور ناحق) پیدا نہیں کیا۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلاً۔ (صٓ:۲۷)

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے دنیا کو فضول پیدا نہیں کیا اور زمین کی ساری چیزیں انسان کے لیے پیدا کیں تو پھر انسان کو کس لیے پیدا کیا اور اس کا مقصد حیات کیا ہے؟ اس کا جواب حق تعالی نے قرآن حکیم میں یوں دیا ہے۔ وما خلقت الجن والاِنس اِلالیعبدون (الذریت:۵۲) یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ یوں تو کائنات کا ہر ذرہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت و ریاضت کے ہی لیے پیدا کیا گیا ہے لیکن اللہ تعالی نے بطور خاص جنوں اور انسانوں کا ذکر اس لیے فرمایا ہے کہ اس نے انہیں عقل و شعور عطا کر کے اپنے اعمال کا ذمہ دار بنایا ہے اور انہیں یہ آزادی بخشی ہے کہ اگر وہ اللہ تعالی کے پسندیدہ دین اسلام کو قبول کر کے صرف اس ذات واحد کی عبادت کرنا چاہیں تو کریں اور اگر وہ سرکشی اور کفر و شرک کے راستے پر چلنا چاہیں تو اس کا بھی انہیں اختیار ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس آزادی اور اختیار کے غلط استعمال کی آخرت میں باز پُرس ہوگی۔ چونکہ جن/جنات ایک الگ مخلوق ہیں اس لیے ہم یہاں صرف انسانوں کے بارے ہی میں گفتگو کریں گے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ”عبادت“ کا مطلب اور مفہوم کیا ہے؟ عبادت عربی لغات کے مطابق عبد سے ماخوذ ہے جس کا ایک معنی پرستش، بندگی اور پوجا ہے اور دوسرا معنی ہے عاجزانہ اطاعت اور برضاے رغبت فرماں برداری۔ اس آیت مبارکہ میں ”عبادت“ کے یہی دونوں معنی اور مفہوم مراد ہیں۔

اللہ تعالی نے بنی نوعِ انسان کو اپنے پیمبروں (رسولوں اور نبیوں) کے ذریعے اس کے مقصدِ حیات اور عبادت کا مفہوم بتایا۔ جنہیں روز اول ہی سے وہ انسانوں کی ہدایت کے لیے دنیا کے ہر علاقے و خطے میں مبعوث فرماتا رہا یہاں تک کہ ساتویں صدی عیسوی میں خالق ارض و سما نے اس انسانِ کامل اور پیغمبرِ اعظم کو مبعوث فرمایا: جس پر نبوت اور رسالت کا سلسلا ختم ہو گیا اور اللہ تعالی نے اپنی پسندیدہ مخلوق اشرف المخلوقات کے لیے دائمی طور پر دین اسلام کو پسند کر لیا۔ اور پیارے رسولِ اکرم ﷺ کو سورۃ المائدہ کی اس آیت ”الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْناً۔“ ترجمہ: آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمھارے لیے اسلام دین پسند کر دیا۔ (کنز الایمان) کے ذریعہ مژدہ جاں فزاں سنادی۔ دین کی تکمیل کے لیے اللہ تعالی نے خاتم الانبیاء والرسلین جناب مصطفی ﷺ پر اپنی آخری کتاب ”قرآن مجید“ نازل فرمائی اور اسے اسلام کا ابدی منشور ہدایت قرار دیا۔ اس منشور ہدایت میں اللہ تعالی نے حضور اکرم ﷺ پر ایمان لانے والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوْا اللهَ وَ الْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيْراً (الاحزاب:۲۱) ترجمہ: بے شک تمھارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے اس کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر

امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔(کنزالایمان) گویا حق تعالی نے دین اسلام کا دم بھرنے والوں پر واضح فرمادیا ہے کہ اگر ان کے لیے کوئی داعی اور عالمگیری نمونہ عمل ہے تو وہ صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے اور زندگی کے ہر شعبے میں وہ حضور کریم ﷺ کی سیرت طیبہ سے رہنمائی حاصل کرسکتے ہیں۔ ہاں اس شخص کے لیے یہ زندگی نمونہ نہیں ہے جو اپنے خالق ومالک سے غافل ہو اور اس سے کوئی امید اور یوم آخرت کے آنے کی کوئی توقع نہ رکھتا ہو مگر یہ ہر اس شخص کے لیے ضرور نمونہ ہے جو اللہ تعالی کو کثرت سے یاد کرنے اور یاد رکھنے والا ہو اس کے فضل اور کرم کا امیدوار ہو یوم آخرت پر پختہ یقین وایمان رکھتا ہو اور اس بات پر بھی کہ آخرت میں اس کی فلاح اور نجات کا انحصار ہی اس پر ہے کہ دنیا میں اس کا طریق زندگی رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ یا طریق زندگی سے کس حد تک قریب تر رہا ہے۔

اگر ہم قرآنِ حکیم اور رسولِ اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں "عبادت" کے معنی اور مفہوم پر غور کریں تو یقینی طور پر اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ نماز، روزہ، حج، زکاۃ جیسے اعمال کے علاوہ دوسرے تمام اوامر ومنہیات سے اجتناب بھی عبادت ہی میں داخل ہے۔ رسول پاک ﷺ کی ذات اقدس تمام کمالات وصفات کی جامع اور انسانیت وعبدیت کی معراج ہے۔ اللہ تعالی نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بناکر بھیجا ہے جیسا کہ اس نے سورۃ الانبیاء میں آپ ﷺ سے مخاطب ہوکر فرمایا ہے۔
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (آیت:۱۰۷) - یعنی اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بناکر بھیجا ہے۔ درحقیقت حضور ﷺ کی حیات اطہر کا ہر پہلو اس قدر پاکیزہ اور درخشندہ وتاباں ہے کہ اس کی درخشندگی اور تابانی سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور زبان پر بے اختیار یہ الفاظ آجاتے ہیں۔

ع کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست

ساتھ ہی اس حقیقت پر صدق دل سے ایمان لانا پڑتا ہے کہ مغفرت اور نجات کا ذریعہ اور نیک بختی کی علامت حضور کے نقش قدم پر چلنے میں ہی ہے۔ سرکار ﷺ کی حیات طیبہ کا سب سے نمایاں پہلو آپ کا اسوۂ حسنہ اور خلق عظیم ہے سورۃ 'القلم' میں حق تعالی نے آپ کو مخاطب کرکے فرمایا ہے: إنك لعلى خلق عظيم۔ (القلم:۴) یعنی اے نبی! آپ اخلاق کے نہایت اعلی درجے پر ہیں یا آپ کے اخلاق نہایت اعلی ہیں۔

خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بعثت لِاُتَمِّمَ حسن الاخلاق- (مسند امام احمد) یعنی میں اس واسطے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچادوں۔ (بعض روایتوں میں "حسن الاخلاق" کی جگہ 'مکارم الاخلاق" آیا ہے۔ اس سے معنی اور مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا' مکارم کا مطلب بھی "خوبیاں" ہے۔)

قرآن حکیم میں اللہ جل شانہ نے جہاں ایک جگہ رسول اللہ ﷺ کے طریق زندگی یا اسوہ کو مسلمانوں کے لیے زندگی گزار نے کا بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ (الاحزاب:۳۱)

وہاں دوسری جگہ یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ- (النساء:۸۰) جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی) رسول ﷺ کی اطاعت سے مراد حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی اور دوسرے تمام دینی ودنیوی امور میں آپ کے احکام پر عمل ہے۔ گویا حضور ﷺ کی اطاعت عین دین اور اصل دین ہے۔ آپ ﷺ سے بے نیاز ہوکر رضاے الہی کا حصول یا بخشش اور نجات کی امید خام خیالی اور غلط اندیشی ہے۔ اسی کی عکاسی ڈاکٹر اقبال نے اس انداز میں کیا ہے

بمصطفی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبیست

سامعین حضرات! نبیِ رحمت، شفیعِ امت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور خلقِ عظیم کی قدرِ تفصیل ابھی آپ نے سماعت کی اب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قولی وعملی اخلاق کریمانہ کو پیش کرتا ہوں۔ بغور سماعت فرمائیں اور اپنی زندگی میں لانے کی بھرپور کوشش کریں کہ اس کے بغیر ایک کامل اور سچا انسان ہونا بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔

صدق وصداقت:

محترم حضرات! صدق وصداقت کے معنی سچائی، راستی، راست بازی، حق گوئی اور کذب کی نقیض ہیں۔ اور یہ اخلاق حسنہ کا سب سے اعلی اور بہترین وصف ہے۔ اللہ تعالی نے یہ وصف اپنے ہر پیغمبر کی فطرت میں ودیعت کیا تھا۔ در اصل یہ ایسا وصف جمیل ہے کہ اس کے کسی پیغمبر (رسول اور نبی) کی ذات سے الگ ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ امانت و دیانت اور ایفائے عہد وغیرہ بھی اس وصف کی شاخیں ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی شانِ صداقت وامانت یہ تھی کہ بدترین دشمن بھی آپ کے اس وصف کا اعتراف کرتے تھے۔ حضور ﷺ کی حق گوئی اور امانت داری کی شہرت آپ ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد ہی نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی مکہ کے گھر گھر میں پھیل گئی تھی اور قوم کا بچہ بچہ آپ ﷺ کو صادق اور امین کے لقب سے پکارتا تھا۔

حضور ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو نبوت کے بار گراں سے آپ ﷺ کی طبع مبارک میں بے چینی پیدا ہوئی۔ اس حالت میں آپ ﷺ گھر تشریف لائے اور رفیقۂ حیات ام المومنین حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کو نزول وحی کا ماجرا سنایا تو انہوں نے آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر بے ساختہ ان الفاظ میں آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کی شہادت دی۔ ” آپ غم نہ کھائیں اللہ تعالی آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا بلکہ آپ کو سرفراز فرمائے گا کیونکہ آپ اقربا سے حسن سلوک (صلہ رحمی) کرتے ہیں، ہمیشہ سچ بولتے ہیں، یتیموں اور مسکینوں کی دستگیری فرماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، گرے پڑے لوگوں (محتاجوں درماندوں) کی مدد کرتے ہیں، امانت دار، خوش خصال، نیک فطرت اور بلند حوصلہ ہیں۔“ (صحیحین)

ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہ نے جو خصائلِ حمیدہ پیارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال کی ہیں یہ سب آپ کے اندر بچپن سے موجود تھے۔

حضرات محترم! نبی کریم ﷺ کے صدق وسچائی کا ایک اور واقعہ آپ کے گوش گزار کرتا ہوں۔

حضور کریم ﷺ کی راست گفتاری کی یہ کیفیت تھی کہ مزاح کے وقت بھی آپ ﷺ کے الفاظ سچے ہوتے تھے اور آپ ﷺ کی زبان مبارک سے کوئی غلط یا خلاف حقیقت بات کبھی نہیں نکلتی تھی، آپ ﷺ کبھی اشارہ، کنایہ میں بھی کوئی غلط بات کسی کو نہ کہتے تھے۔ آپ ﷺ کے اور دین حق کے دشمن کفار قریش نے آپ کو صابی) بے دین (مجنون، شاعر، جادوگر اور کاہن تک کہا لیکن ان میں سے کسی کو آپ ﷺ ﷺ ﷺ پر جھوٹ کی تہمت لگانے کی جرأت نہیں ہوئی۔

ابوجہل اسلام اور داعی اسلام ﷺ کا کھلا ہوا دشمن تھا لیکن اس کو بھی اس بات کا یقین محکم تھا کہ محمد عربی ﷺ سچے اور صادق انسان ہے۔

قاضی عیاض نے کتاب الشفاء میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل نے جناب رسالت مآب ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا: ”میں تمہیں جھوٹا نہیں کہتا البتہ جو چیز تم لے کر آئے ہو میں اس کو صحیح نہیں مانتا۔“ اسی موقع پر قرآن

حکیم کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ (الانعام:۳۳) ترجمہ: ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتیں تمہیں کورنجیدہ کرتی ہیں تو بے شک تمہیں یہ نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔(کنزالایمان)

یہ روایت ترمذی نے اپنی جامع میں اور حاکم نے اپنی "مستدرک" میں بھی نقل کی ہے۔

ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں ایک روایت نقل کیا ہے کہ" ابن شریق ثقفی غزوہ بدر کے بعد ابوجہل سے تنہائی میں ملا اور پوچھا کہ اے ابوالحکم مجھے سچ سچ بتادے کہ محمد (ﷺ) سچا ہے یا جھوٹا۔" ابوجہل نے جواب دیا: واللہ محمد (ﷺ) سچا ہے۔ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا ہے۔(مفہوما)

محترم سامعین کرام: مذکورہ بالا گفتگو سے آپ کو یہ اچھی طرح معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہمارے سرکار، حسن اخلاق کے پیکر سرور کائنات ﷺ صدق وصداقت اور راست گوئی وحق بیانی میں اپنی مثال آپ تھے اور صبح قیامت تک دوسرا اتنا بڑا سچا اور صادق انسان ہو بھی سکتا ہے۔ کہ آج کے اس پر فتن دور میں لوگ اس قدر جھوٹ اور کذب بیانی کرتے ہیں جیسے سچ کو زمین بوس ہوئے صدیوں بیت گئی ہے۔ کذب بیانی کا بازار اس قدر گرم ہو چکا ہے کہ جھوٹ بولتے ہوئے شرم وعار تک محسوس نہیں ہورہا ہے۔ اب لوگ کھلے عام مجمع عام میں گلا پھاڑ پھاڑ کر جھوٹ بول رہے ہیں جب کہ اس کے سامنے والا انسان اس کے جھوٹ کو جان بھی رہا ہوتا ہے۔ خدارا مسلمانوں صدق وسچائی کو اپنا شیوہ بناؤ اور جھوٹ سے ایسے ہی نفرت کرو جیسے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اور سچائی کو اس قدر اپنے سے قریب کرو جس طرح پیغمبران اسلام اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے کیا ہے۔ تب جا کر تم کامیاب اور کامران بن سکتے ہو۔ اعلی اخلاق وکردار اپنانے کے لیے ضروری ہے کہ جھوٹ سے نفرت کیا جائے اور سچ سے محبت۔

جود وسخاوت:

سامعین کرام! اللہ تبارک وتعالی کی راہ میں یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ مسکینوں، تیموں، حاجت مندوں اور نیکی کے دوسرے کاموں میں خشادہ دلی سے خرچ کرنے کا نام سخاوت ہے۔ بذل وسخا، جود وعطا، نفاق اور صدقہ اس کے مترادف الفاظ ہیں۔ اخلاق وکردار میں دوسروں کی امداد واعانت کے اعتبار سے یہ سب سے اعلی صفت ہے، جود وعطا، صدقہ وخیرات، سخا وسخاوت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرتِ کریمہ تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں کسی حاجت مند کے مانگنے پر" نہیں " کا لفظ نہیں فرمایا: آپ ﷺ کے پاس جو چیز ہوتی سائل کو دے دیتے۔ اگر کچھ نہ ہوتا تو غمخواری کے لہجے میں اس کی تسلی کر دیتے اور اس سے وعدہ کر لیتے کہ آئندہ کسی موقع پر آنا۔

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور رمضان کے مہینے میں تو آپ اور زیادہ سخاوت فرمایا کرتے تھے۔" فی الحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سحابِ سخاوت ہمیشہ ہر حاجت مند اور بے سہارا پر برستا رہتا تھا۔ حضور ﷺ لوگوں کو بھی صدقہ وخیرات کی تلقین کرتے رہتے تھے اور فرماتے تھے۔ ما نَقَصَ مالَ عبدٍ مِّن صدقةٍ یعنی صدقہ سے انسان کا مال کم نہیں ہوتا۔

سامعین گرامی قدر! حضور رحمت عالم ﷺ کی سخاوت وعطا اور امداد واعانت دو مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں

سماعت کریں۔ اور کوشش کریں کہ پیارے کریم آقا کی اس سنت مبارک کو بھی اپنی زندگی میں شامل کر سکیں۔

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انصار میں سے بعض نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا۔ آپ ﷺ نے انہیں عطا فرمایا۔ انہوں نے دوبارہ دست سوال دراز کیا۔ آپ ﷺ نے دوبار ان کو عنایت فرمایا: وہ بار بار سوال کرتے رہے اور آپ ﷺ عطا فرماتے رہے یہاں تک کہ ساری رقم جو آپ ﷺ کے پاس تھی ختم ہوگئی۔ اب آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم لوگ اطمینان رکھو جو کچھ میرے پاس ہوگا تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا۔“ (صحیحین)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں اعلان فرمایا میں مومنوں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ نزدیک ہوں۔ (خود ان سے بڑھ کر ان کا خیر خواہ ہوں) پس جو مسلمان ایسی حالت میں دنیا سے رخصت ہو جائے کہ اس کے سر پر قرض کا بوجھ ہو اور وہ اتنا مال نہ چھوڑ جائے جس سے قرض ادا ہو سکے تو اس کا قرض ادا کرنا میرے ذمے ہے اور جو ترکہ چھوڑ جائے وہ وارثوں کا حق ہے۔“ (صحیح بخاری)

عفو و درگزر:

حضرات مصلیان! نبی رحمت، تاجدار رسالت، حسنِ اخلاق و کردار کے پیکر، سرورِ کائنات ﷺ کے اخلاق کریمانہ بے شمار اور لاتعداد گوشوں کو سمیٹے ہوئے ہیں اور سب کو یہاں بیان کرنا ممکن بھی نہیں ہے۔ اس لیے اب میں ایک اعلی وصف عفو و درگزر کو بیان کر کے اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں۔

اپنے بیگانے ہر ایک کی زیادتیوں اور غلطیوں سے درگزر کرنا اور دشمنوں پر قابو پا کر ان کو معاف کر دینا عفو ہے۔ اسے اللہ تعالی نے نہایت اعلی درجے کی اخلاقی صفت قرار دیا ہے ایسی صفت جو گناہوں کی بخشش اور اللہ تعالی کی خوشنودی کا باعث ہے۔ خالق کائنات نے رحمت عالم ﷺ کو عفو و درگزر سے خاص طور پر متّصف کیا تھا۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں عفو و درگزر کے لاتعداد واقعات ملتے ہیں ان میں سے کچھ سماعت کریں۔ اور اپنے قلوب و اذہان کو منور و مجلی کرنے کے ساتھ اپنے اخلاق کو بھی اسی طرح روشن کریں۔

مشرکین قریش تیرہ سال تک رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتے رہے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو گالیاں دیں، برے برے نام دیے، نعوذ باللہ کبھی جادوگر کبھی شاعر اور کبھی مجنون کہا، مارنے کی دھمکیاں دیں، دعوتِ توحید کا مذاق اڑایا، راستوں میں کانٹے بچھائے، جسمِ اقدس پر نجاستیں پھینکیں، گلے میں پھندا ڈالا پشت مبارک پر (حالت نماز میں) اونٹ کا اوجھ رکھا تین برس تک شعب ابی طالب میں محصور رکھا۔ غرض کہ ظلم وستم کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے حضور ﷺ اور دوسرے اہل ایمان پر نہ آزمایا۔ یہ ان کا ظلم و جور ہی تھا جس کی وجہ سے اہل ایمان کی ایک بڑی تعداد حضور ﷺ ﷺ کے ایماء پر مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی یہاں تک کہ چند سال کے بعد آپ نے باقی صحابہ کو بھی یثرب کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی اور پھر خود بھی اذن الٰہی پا کر مکہ سے ہجرت کر کے یثرب تشریف لے گئے۔ (اور اسے مدینۃ النبی بنا دیا) لیکن ہجرت کے بعد بھی مشرکین مکہ کو مسلمانوں کا مدینہ میں امن سے رہنا ایک آنکھ نہ بھایا اور وہ اپنی جارحانہ کارروائیوں کے ذریعے مسلمانوں کو برابر ستاتے رہے۔ ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا تو حق اور اہل حق کے یہ بدترین دشمن کامل طور پر حضور ﷺ ﷺ کے رحم و کرم پر تھے۔ دس ہزار سے زیادہ مجاہدین آپ کے ہم رکاب تھے اور دنیا کی کوئی طاقت آپ ﷺ کو اپنے ان دشمنوں سے انتقام لینے سے نہیں روک سکتی تھی۔ آپ ﷺ کا ایک اشارہ ہی ان سب کو خاک و خون میں لوٹانے کے لیے کافی تھا لیکن آپ ﷺ کی شان عفو و کرم دیکھیے کہ جب سب جباران قریش خوف سے لرزہ بر اندام آپ کے سامنے پیش ہوئے تو آپ ﷺ نے یہ فرما کر سب کو معاف فرما دیا: آج

میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی آج تم پر کوئی الزام نہیں (کوئی باز پرس نہیں کوئی مواخذہ نہیں) اللہ تمہیں معاف فرمائے۔ وہ سب سے بڑھ کر کرم کرنے والا ہے۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔" (سیرۃ النبی)

رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی بظاہر تو مسلمان ہو گیا تھا لیکن باطنی طور پر اسلام اور رسول اکرم ﷺ سے بغض رکھتا تھا۔ وہ مرتے دم تک اہل حق کے خلاف سازشوں میں مصروف رہا۔ غزوۂ اُحد میں اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر لشکر اسلام سے الگ ہو گیا حالانکہ دشمن کی کثیر تعداد کے مقابلے میں ایک ایک مجاہد کی سخت ضرورت تھی۔ واقعہ اِفک میں اس نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی جس سے حضور ﷺ کو سخت اذیت ہوئی پھر اس نے حضور ﷺ اور مہاجرین صحابہ کے خلاف نہایت گھٹیا الفاظ استعمال کیے۔ حضور ﷺ اس کی تمام ذلیل حرکتوں سے درگزر فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ جب ۹ ہجری میں وہ فوت ہوا تو حضور ﷺ نے اس کے بچے (مسلمان فرزند) کی درخواست پر اپنا کرتا اس کے کفن کے لیے عطا فرمایا پھر اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے۔ اس وقت اس کی میت قبر میں اتاری جا چکی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے قبر سے نکلوا کر اپنے گھٹنوں پر رکھا اپنا کرتا اس کو پہنایا اور اپنا لعاب دہن اس پر ملا پھر اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ اس موقع پر حضرت عمر ﷺ نے حضور ﷺ کو اس کی منافقانہ حرکتوں کی طرف توجہ دلائی لیکن آپ ﷺ ﷺ مسکراتے رہے اور پھر فرمایا کہ " اگر مجھے اختیار دیا جاتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں۔" آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی (اگرچہ آئندہ کے لیے ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھانے سے منع کر دیا گیا۔)

مشکوۃ شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ حدیث متفق الیہ مروی ہے کہ " حضرت انس فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کی دس سال خدمت کی، کبھی مجھے تف نہ فرمایا اور نہ ہی یہ کہ تم نے یہ کیوں کیا اور نہ یہ کہ کیوں نہ کیا۔ (مسلم، بخاری)

اس حدیث کریمہ میں چند باتیں زیر غور ہیں سماعت کریں اول یہ کہ حضور انور کے مدینہ طیبہ میں تشریف لانے پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر آٹھ سال تھی، ان کے والدین اس وقت حضور انور کی خدمت میں انہیں لائے اور بولے کہ ہم نے انہیں آپ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ وفات شریف ۱۱ ہجری میں ہوئی وفات شریف تک حضور انور کی خدمت میں رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت انس اپنے لڑکپن کے دور میں ہی خدمت رسول کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ دوسری بات یہ کہ حضرت انس کا کہنا ہے کہ پیارے آقا نے مجھے تف تک نہ کہا حالانکہ میں کم عمر بھی تھا اور کم سمجھ بھی، مجھ سے قصور بھی ہوتے تھے اور کبھی کچھ نقصان بھی ہو جاتا تھا جیسے کوئی چیز ٹوٹ جانا وغیرہ مگر اس سراپا رحم و کرم نے مجھے کبھی جھڑکا نہیں اور ملامت کے طریقہ پر یہ نہ فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کر دیا یہ کیوں چھوڑ دیا۔

اس حدیث پاک ایک لفظ آیا ہے "اف" جس کا ترجمہ اردو میں ہے افوہ یہ سرزنش اور ملامت کے وقت بولا جاتا ہے یہاں دنیاوی کاموں میں اف نہ فرمانا مراد ہے شرعی غلطی پر پکڑ کرنا تو اصلاح ہے۔۔ (مرقات واشعہ)

روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے۔ حضور نے مجھے ایک دن کسی کام کے لیے بھیجا ہے میں نے کہا اللہ کی قسم نہ جاؤں گا۔ اور میرے دل یہ تھا کہ اس کام کے لیے جاؤں جس کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا، چنانچہ میں روانہ ہو گیا حتی کہ میں کچھ بچوں پر گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے۔ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پیچھے سے میری گردن پکڑی، فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی طرف دیکھا آپ ہنس رہے تھے۔ فرمایا اے انیس! کیا تم وہاں جا رہے ہو جہاں جانے کا میں نے تم کو حکم دیا تھا میں عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جا رہا ہوں۔

(مسلم) ﴿مرآت جلد ہشتم ص ۶۲/۶۱﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ جواب نافرمانی یا مخالفتِ حکم نہیں بلکہ ناز بردار، بے نیاز کریم، پر نیاز مندانہ ناز ہے۔ شعر

کشادہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے
نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے (اقبال)

جیسے بچے ماں باپ پر ضد کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم تو نہیں کرتے، نیز یہ واللہ قسم کے لیے نہیں کہ اس پر قسم کے احکام جاری ہوں بلکہ بلا قصد یہ لفظ بولا گیا ہے۔ (اللمعات)

اختتامیہ:

سامعین حضرات! یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی قوم وملت اور معاشرہ میں اسلامی اصول وضوابط اور طور وطریقہ اسی وقت دیکھی جاسکتی ہے کہ جب وہ قوم رحمتِ عالم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپنے لیے مشعل راہ بنائے کہ اس کی سعادت اور نجاتِ اُخروی کا انحصار ایسا ہی کرنے پر ہے۔ بالفاظ دیگر وہ اخلاق حسنہ اختیار کرے اور برے اخلاق سے اپنی حفاظت کرے۔ کہ اس کے بغیر اسلامی نظامِ زندگی کا تصور بھی بے کار ہی ہے۔ کیوں کہ دین میں اخلاق کو جو اہمیت اور درجہ حاصل ہے اس پر اگر ہم نفسیاتی نقطۂ نظر سے غور کریں تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اچھے اخلاق کا حامل انسان جہاں آخرت میں سرخرو ہوگا وہاں دنیا میں بھی اس کو سکونِ قلب اور راحتِ دل حاصل ہوگا اور دوسروں کے لیے بھی اس کا وجود باعث رحمت ہوگا۔ اس کے برعکس جس شخص کے اخلاق برے ہوں گے وہ نہ صرف خود سکون قلب سے تہی دامن رہے گا بلکہ اس کے متعلقین بھی زندگی کے حقیقی لطف سے دست بردار رہیں گے۔ خلاصہ کلام یہی ہے کہ ایک حقیقی اسلامی معاشرہ جن عناصر سے تشکیل پاتا ہے وہ تین ہیں:

۱- قرآن حکیم . ۲- رسول اکرم ﷺ کے ارشادات ونصائح. ۳- رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی اور آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا عملی نمونہ جو حضور ﷺ کے خلق عظیم یا اسوۂ حسنہ سے عبارت ہے۔

جہاں تک قرآن حکیم کا تعلق ہے تو اللہ تعالی کی یہ آخری کتاب خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ ہی کے ذریعے امت تک پہنچی اور حضور ﷺ کی ذات گرامی اس کی عملی تفسیر تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا۔ "کان خلقہ القران" ام المومنین کے اس جواب میں ایک جہان پوشیدہ ہے یعنی حضور ﷺ کے اخلاق قرآنی اخلاق تھے جن باتوں کا اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں حکم دیا ہے حضور ﷺ نے ان پر عمل کرکے دکھایا اور جن باتوں سے اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے حضور ﷺ نے خود بھی ان سے ہمیشہ اجتناب فرمایا اور امت کو بھی ان سے بچنے کی تلقین فرمائی۔

تشکیل معاشرہ کا دوسرا عنصر رسول اکرم ﷺ کے ارشادات ہیں۔ اخلاق سے متعلق جو ارشادات حدیث کی کتابوں میں محفوظ ہیں وہ دو قسم کے ہیں ایک وہ ارشادات جن میں حضور ﷺ نے حسن اخلاق کی فضیلت عمومی طور پر بیان فرمائی ہے نیز مکارمِ اخلاق کی بعض خاص خاص اقسام یا شاخوں کی اہمیت وفضیلت اور ان کے اجر وثواب کا ذکر فرمایا ہے: مثلاً خوش اخلاقی، عفو ودر گزر، حلم وبردباری، صلہ رحمی، خوش کلامی، اطاعت والدین، رحم وکرم، غصے کو پی جانا، حیا وپردہ، باہمی صلح کرانا، راست گفتاری، ایفائے عہد، عیادت وتعزیت، مہمان نوازی، سخاوت، میانہ روی، اجازت طلبی، حیوانوں پر رحم، زبان کی حفاظت، سادگی، استغنا، غرباء کی اعانت،

اکلِ حلال، ترکِ حرام، مشورۂ سلام، بچوں پر شفقت، عدل وانصاف، انکسار تواضع، باہمی امداد وغیرہ۔ دوسرے وہ ارشادات ہیں جن میں آپ ﷺ نے برائیوں اور بدکرداری سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے مثلاً خیانت، قطع رحمی، تمسخر، غیبت، بے حیائی، بخل، حسد، بغض وکینہ، تبرہ بازی، ریاکاری وغیرہ۔

اسلامی معاشرے کا تیسرا عنصر رسول رحمت ﷺ کی ذات گرامی اور آپ ﷺ کی زندگی کا ملی نمونہ یا اسوۂ حسنہ یعنی جس کام کے کرنے کا یا جس بات پر عمل کرنے کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے اور خود بھی اس پر عمل کیا ہے اس کو اور حضور ﷺ کی ذات گرامی کو اللہ تعالی نے امت کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔

برادران ملت اسلامیہ! ابھی آپ کے سامنے اخلاقِ رسولِ مقبول ﷺ کی چند جھلکیاں پیش کی گئی۔ کوشش کریں اپنانے کی اور ایک سچا پکا مسلمان بننا ہے تو اخلاق حسنہ کو اپنانا ہی ہوگا۔ کہ یہی کامیابی کی ضامن ہے۔ اس کے بغیر کامیابی کا تصور بھی بعید از قیاس ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کی توفیق عطا کرے۔ اور کامیابی و کامرانی عطا کرے۔ آمین یارب العالمین وبجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

از۔ محمد فیضان رضا علیمی، سیتامڑھی۔
مدیر اعلی سہ ماہی پیامِ بصیرت و نائب صدر جماعت رضائے مصطفی سیتامڑھی، بہار۔
+91 8604387933
faizanrazarazvi78692@gmail.com